مولانا ابو ریحان عبد الغفور، بنام ماسٹر محمد امین

۶۔ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ "سیدنا امام حسینؓ کے اس خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا۔" (الخیر ص ۲۴) لیکن اس کی کوئی دلیل آپ نے پیش نہیں کی، یزید کا کوئی ایک فسق و فجور بھی ایسا ذکر نہیں کیا جسکو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی بنیاد کہا اور بتایا جاسکے، بنیاد تو عمارت سے پہلے اور مقدم ہوا کرتی ہے جبکہ واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور واقعہ مکہ جیسے اس کے جو فسوق و فجور آپ نے ذکر کئے ہیں وہ سب خروج حسینی کے بعد کے ہیں۔ اس اعتبار سے خود خروج حسینی کو ان فسوق و فجور کی بنیاد کہا جانا تو معقول ہو سکتا ہے لیکن ان فسوق و فجور متاخرہ کو خروج مقدم کی بنیاد قرار دینا تو معقول بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ امر واقعہ؟ اس کے لئے تو آپ کو خروج حسینی سے پہلے کا اسکا کوئی سق و فجور ذکر کرنا چاہئیے تھا۔ اور وہ آپ نے ذکر نہیں کیا۔ لہذا آپ کا دعویٰ بلا دلیل ہوا۔ اور دعویٰ بلا دلیل کی حیثیت جو کچھ ہوتی ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ پھر یہ تو آپ فرما رہے ہیں کہ حضرت حسینؓ کے خروج کی بنیاد یزید افسق و فجور تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا خود حضرت حسینؓ نے بھی اپنے اس خروج کے کسی بھی مرحلہ میں یزید کے فسق و ور کو اپنے اس خروج کی بنیاد قرار دیا؟ حضرت حسینؓ کی شہادۃ کوئی آناً فاناً تو نہ ہو گئی تھی کہ ان سے اس بنیاد کا قول ہونا پردۂ خفا میں رہ گیا ہو۔ بلکہ انہوں نے یزید کی ولیعہدی سے پہلے دن سے ہی اختلاف کیا اور اپنے خروج تک ں پر قائم بھی رہے۔ ولیعہدی کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ سے مذاکرات ہوئے ان کی وفات کے بعد مدینہ منورہ کے لور نر سے اس پر گفتگو ہوئی۔ مدینہ سے مکہ کا سفر ہوا۔ وہاں صحابہ کرام و تابعین عظام سے صلاح و مشورے ہوئے، کوفہ کی طرف نکلے تو صحابہ و تابعین نے روکا۔ کربلا پہونچ کر یزیدی فوج کے ذمہ داروں سے بالمشافہ باتیں ہوئیں، ان تمام مراحل میں سے کیا کسی بھی مرحلہ پر حضرت حسینؓ نے اپنے اس خروج کی بنیاد یزید کے فسق و فجور کو قرار دیا؟ بلکہ کیا کہیں کسی موقع پر اس کے فسق و فجور کا نام بھی لیا؟ اور آپ جیسے دوسرے حضرات تیرہ چودہ صدیوں کی چھلانگ لگا کر حضرت گنگوہی و نانوتوی اور حضرت تھانوی و مدنی سے یزید کا فسق و فجور دنیا کو جو سنانے لگ جاتے ہیں تو خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہی اس کے فسق فجور کی تصریح کیوں نہیں دکھلادیتے؟ آپ کا تو خیر یہ موضوع ہی نہ تھا آپ نے تو خواہ مخواہ دخل در معقولات دیا جنکا یہ موضوع تھا وہ تک بھی اپنی تمامتر جدوجہد کے باوجود حضرت حسینؓ سے یزید کا فسق نہ کہلوا سکے نہ دکھلا سکے۔ مولانا عبد الرشید نعمانی کو آپ خوب جانتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب۔۔۔۔ یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں۔۔۔۔ میں یزید کو فاسق و فاجر اور لعنتی بنانے پر اپنا ایڑی چوٹی کا سارا زور لگا دیا ہے۔ ادھر ادھر کے حوالے خوب نقل کئے اور ان میں معانی و مطالب اپنی طرف سے بھرے ہیں لیکن اپنی اس تمامتر کوشش کے باوجود وہ خود حضرت حسینؓ سے اس کے فسق و فجور کی ایک تصریح بھی نقل نہیں کر سکے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ۶۷۴ صفحے کی ضخیم کتاب۔۔۔ خارجی فتنہ حصہ

دوم۔۔۔۔۔ خاص فسق پر ہی لکھی ہے وہ بھی یزید کو فاسق و فاجر بنانے پر اپنی ساری توانائی خرچ کرنے کے باوجود ہماشما سے تو اس کا فسق کہلواتے اور اگلواتے رہے ہیں لیکن خود حضرت حسینؓ سے ایک دفعہ بھی اس کا فسق نہ کہلوا سکے۔ ایسی صورت میں آپ کا یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت حسینؓ کے خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور تھا، شاید "مدعی سست گواہ چست" سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

۷۔ آپ نے مولانا محمد امین صاحب اور کرئی کے خط کے جواب میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ "یزید کو فاسق و فاجر کہنا ضروری ہے" اور دلیل یہ دی ہے کہ "اگر اس کو عادل و صالح کہا جائے، فاسق و فاجر نہ کہا جائے تو پھر بہت سے اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین، اور اہل بیت کو فاسق کہنا لازم آتا ہے، لہذا ناموسِ صحابہ کے تحفظ کیلئے ضروری ہے کہ اس اکیلے کو ہی فاسق کہدیا جائے"۔ (ملخصاً جوابی مضمون ص ۹) لیکن آپ کی یہی دلیل تو بعینہ و بلفظہ دوسری طرف بھی جاری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یزید کو خلیفہ نامزد کرنے والے۔ اس کا مشورہ دینے والے، اس کی بیعت کرنے والے، اس کی بیعت توڑنے والوں اور اس کے خلاف خروج کرنے والوں کو اللہ کا ڈر سنا کر اس سے سختی کے ساتھ منع کرنے والے، اس پر وعیدیں سنانے والے، اس کو بلاجواز و غیر محمود کہنے بتانے والے بھی تو اکابر صحابہؓ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت ہی تھے۔ لہذا آپ کی یہی دلیل کوئی یوں بھی پلٹ سکتا ہے کہ "یزید کو فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور جیسے باز و بندر باز وغیرہ وغیرہ کہنے سے اپنی زبانوں کو روکنا ضروری ہے کیونکہ اس سے بہت سے اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت کو گناہ گار کہنا لازم آتا ہے۔ کیونکہ کسی فاسق کو باختیار خود خلیفہ بنانا گناہ ہے۔ (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۲۳/ج۱) لہذا ناموس صحابہ کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی بھی نہ کہا جائے"۔ ظاہر بات ہے کہ یزید کو عادل کہنے اور فاسق و فاجر نہ کہنے سے اگر بیعت توڑنے اور خروج کرنے والے صحابہ و تابعین اور اہل بیت کی عظمت و حرمت پر حرف آتا اور ان کے ناموس کے تحفظ کیلئے اس کو فاسق و فاجر کہنا ضروری ٹھہرتا ہے تو اس کو عادل نہ کہنے اور فاسق و فاجر کہنے سے دوسری طرف کے صحابہ و تابعین اور اہل بیت کی عظمت و حرمت پر بھی حرف آخر کیوں نہ آئیگا؟ ان کے بھی ناموس کے ہی تحفظ کیلئے اس کو فاسق و فاجر نہ کہنا بھی آخر کیوں ضروری نہ ٹھہرے گا۔؟

الغرض جس دلیل سے آپ کے نزدیک یزید کو فاسق و فاجر کہنا ضروری ہے بعینہ و بلفظہ اسی ہی دلیل سے اس کو یہ کچھ نہ کہنا بھی ضروری ٹھہرتا ہے۔ اس کو فاسق و فاجر بنا کر صفائی جیسے حضرت معاویہؓ اور ان کے ہمنوا صحابہ و تابعین کی دی جا سکتی ہے۔ ایسے ہی اسکو فاسق و فاجر نہ کہہ کر حضرت حسینؓ اور ان کے ہمنوا صحابہ و تابعین کی بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر عمدہ اور بہ آسانی دی جا سکتی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں ضرور حضرت حسینؓ وغیرہ کو ہی اصل اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کو ہی تابع ٹھہرایا جائے، اس کا عکس بھی تو ہو سکتا ہے؟

پھر بات صرف مولانا محمد امین اور کرئی صاحب کی ہی تو نہیں، اکابر دیوبند نے بھی تو یزید کے فسق کو مختلف فیہ فرمایا ہے۔ اس سے موجب لعن افعال ناشائستہ کے صدور کے ثابت ہونے نہ ہونے یعنی اسکو فاسق و فاجر ماننے نہ ماننے کو دونوں کو ہی حق، صحیح اور اصول کے موافق کہا ہے۔ دونوں ہی طرف نصوص سے بکثرت دلائل کا ہونا بتایا

ہے۔ تو کیا ان اکابر کے بارے میں بھی یہی کہا جائیگا کہ انہوں نے یزید کے غیر فاسق ہونے کو بھی حق، صحیح اور موافق اصول کہہ کر اکابر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور اہل بیت کو (معاذاللہ) فاسق کہنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔؟ حاشاو کلا۔

دراصل بات یہ ہے کہ یزید کو فاسق کہا جائے یا غیر فاسق محض اس کہنے سے کسی بھی صحابی، تابعی یا اہل بیت کو فاسق کہنا لازم نہیں آتا بلکہ یہ اس سے لازم آتا ہے جو آپ نے اس کے فسق کو بالکل خلاف واقعہ، اتفاقی فرض کیا ہوا ہے۔ ورنہ اگر اس کو واقع کے مطابق اختلافی مانا جائے تو پھر یہ محظور ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا۔ کیونکہ خلافیات میں اختلافی اجتہادی مواقف اور ان کے اجتہادی دلائل و استدلالات کا یوں تقابل نہیں کیا جایا کرتا بلکہ ہر ایک موقف کو مدمقابل موقف سے قطع نظر کر کے اس کے اپنے دلائل کی روشنی میں اسکو دیکھا جایا کرتا ہے۔ ورنہ تو دنیا جہان کے سارے ہی اختلافی اجتہادی مواقف ایک دوسرے کے دلائل کی رد سے غلط ٹھہریں گے۔ حنفی فقہیات مثلاً شافعی فقہیات کے دلائل کی رد سے اور شافعی فقہیات مثلاً حنفی فقہیات کے حوالہ سے قرآن و حدیث کے خلاف قرار پائیں گے۔ آج کل کے غیر مقلدین کی بنیادی غلطی یہی تو ہے۔ یزید کے فسق و فجور کا مسئلہ بھی جب اختلافی ہوا (جیسا کہ میں عرض کر آیا ہوں کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ سے ہی یہ اختلافی چلا آرہا ہے) تو کوئی اس کو فاسق کہے یا غیر فاسق، یہاں بھی ہر ایک کے موقف کو اس کے اپنے ہی دلائل کی روشنی میں دیکھا جائیگا، آپس میں تقابل کر کے ایک دوسرے کی تردید و تغلیط نہ کی جائیگی۔ اور جب ہر ایک موقف کو اس کے اپنے ہی دلائل کو روشنی میں دیکھا جائیگا تو کسی بھی جانب سے نہ کسی صحابیؓ و تابعی کو فاسق کہنا لازم آئیگا نہ کسی اہل بیت کو۔ لہذا قابل اصلاح اگر بات ہے تو مولانا محمد امین صاحب اور کزئی کی نہیں بلکہ مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی کی بات ہے۔

۸۔ آپ نے حضرت معاویہؓ کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"سیدنا امیر معاویہؓ کی حیات میں اس قسم کی کھلم کھلا بے حیائیاں اس نے (یعنی یزید نے۔ ناقل) نہ کی تھیں تو امیر معاویہؓ پر کیا اعتراض۔" (جوابی مضمون ص۹)

آپ کی یہ صفائی خلاف عقل بھی ہے اور خلاف نقل بھی۔۔۔۔۔ خلاف عقل تو اس طرح ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو جب خلیفہ نامزد کیا تو اس کی نامزدگی سے جن حضرات نے روز اول سے ہی اختلاف کیا تھا یعنی حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) یہ حضرات، دمشق سے سینکڑوں میل دور مدینہ یا مکہ میں تھے۔ اب اگر انہوں نے یہ اختلاف بقول آپ کے یزید کے فسق و فجور کی بنیاد پر کیا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی شراب نوشیوں، امہات الاولاد اور بیٹیوں بہنوں تک سے زنا کاریوں اور کتے، چیتے، بندر بازیوں کے چرچے مکہ و مدینہ تک پہونچے ہوئے تھے۔ اگر اس نے یہ بے حیائیاں ابھی تک کھلم کھلا نہیں کی تھیں تو مکہ و مدینہ والوں کو یہ کہاں سے معلوم ہو گئیں؟ نیز پھر عقل کیسے باور کر لے کہ اس کی جن بے حیائیوں کا شہرہ مکہ و مدینہ میں اڑ رہا تھا ایک ہی حویلی یا کم از کم ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے اس کے ایسے باپ کو ان کا علم نہ ہو سکا جو ہزاروں لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کے کونے کونے کی خبر رکھتا تھا؟

تاریخ ہی یہ تک بھی بتلاتی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے بلکہ ان کی رعایا کے بعض ذمہ دار افراد نے بھی اس سلسلہ میں یزید کی فہمائش بھی کی تھی۔ ملاحظہ ہو (البدایہ ص ۸۰/ج ۸، تاریخ الاسلام از شاہ معین الدین ندوی ص ۱۲/ج ۲) لہذا یزید کو جیسا فاسق و فاجر اور زانی و شرابی نیز چیتے اور بندر باز بنانے کی آپ نے کوشش کی ہے ایسا کچھ اس کو بنانے کے بعد حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو بھی بالکل اسی طرح فسق اور گناہ سے نہیں بچایا جاسکتا جس طرح کہ آپ کے نزدیک اس کو صالح و عادل مان کر حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو فسق سے نہیں بچایا جاسکتا۔ (جوابی مضمون ص ۹)

۹۔ آپ نے اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس سلسلے میں مزید لکھا ہے کہ

"بالفرض اس وقت کسی درجہ میں فاسق تھا تو کسی شرعی مصلحت کیلئے فاسق کو تولیت اور امارت فتنہ سے بچنے کیلئے کسی فاسق کی بیعت کس اصول اہلسنت کے موافق گناہ ہے۔ ذرا واضح فرمائیں" (جوابی مضمون ص ۹)

اس سلسلے میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہاں گفتگو یزید کے "کسی درجے میں فاسق" ہونے کی نہیں ہورہی بلکہ شراب نوشی، امہات الاولاد حتیٰ کہ بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کاری، نمازوں کی بربادی، بے دینی، احکام الہی سے تجاوز اور باجوں طبلوں کے ساتھ گانے والیوں سے چمٹے رہنے کے درجے میں اس کے فاسق ہونے کی بات ہورہی ہے۔ (جوابی مضمون ص ۷/۸) نیز اس کے اس فسق کی بات ہو رہی ہے کہ اگر اس کے خلاف خروج نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برسنے کا خطرہ تھا۔ (جوابی مضمون ص ۵) آپ نے انتہائی درجہ میں فاسق ہونے اور کسی درجہ میں فاسق ہونے میں خلط مبحث کر دیا ہے۔ جس درجہ کا فاسق آپ نے یزید کو بنایا ہے۔ اس درجے کے فاسق کی بابت فرمائیں کہ اس کی تولیت و بیعت وغیرہ اصول اہل سنت میں گناہ ہے یا نہیں؟ آپ نے مولانا محمد امین صاحب پر موضوع سے ہٹنے کی بدترین مثال پیش کرنے کی تعریض کی ہے۔ (ص ۸) تو کیا یہاں خود آپ نے بھی تو کہیں وہی مثال نہیں پیش کی؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ مسئلہ یہی ہے کہ باختیار خود ابتداءً کسی فاسق و فاجر اور زانی و شرابی خصوصاً یزید جیسے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کو خلیفہ بنانا اور اس کی بیعت کرنا اصول اہلسنت میں صرف گناہ ہی نہیں بلکہ سرے سے اسکی خلافت ہی باطل ہے۔

الف۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شرائط خلافت بیان کر کے کہ جن میں ایک شرط، "عدالت" بھی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جن میں یہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوں گے۔" (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۲۳/ج ۱)

ب۔ حافظ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ، فرمان باری تعالیٰ ------ لاینال عہدی الظالمین --- کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"فثبت بدلالة هذه الآية بطلان امامة الفاسق وانه لايكون خليفة الخ۔" (احكام القرآن ص ۷۰/ج ۱)

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کی ولیعہدی کا فیصلہ بلا کسی سے پوچھے پاچھے اور بلا کسی سے مشورہ کئے کرائے، حالات سے آنکھیں موند کر اپنے گھر کی چار دیواری میں ہی نہ کر دیا تھا۔ بلکہ ساری اسلامی مملکت سے رائے لی تھی، ارباب حل و عقد سے مشورے کئے تھے، اہل مدینہ اور اہل مکہ سے اس سلسلے میں گفتگو کرنے کیلئے تو انہوں نے بنفس نفیس مکہ و مدینہ کا سفر کیا تھا۔ حضرت حسینؓ اور دیگر ان کے ہمنوا حضرات سے اس موضوع پر بالمشافہ بات چیت کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کو اگر یزید کی شراب نوشیوں، بہنوں، بیٹیوں تک سے زنا کاریوں، کتے، چیتے اور بندر بازیوں جیسی فاسقانہ و فاجرانہ بے حیائیوں کا علم نہ تھا تو کیا ساری اسلامی مملکت بھی اس کی ان بے حیائیوں سے اندھی بہری ہو گئی تھی؟ خصوصاً جبکہ اس قسم کی بے حیائیاں تو عوام کی بھی چھپی نہیں رہا کرتیں چہ جائیکہ شہزادوں کی؟ جو اپنی شہزادگی کے نشے میں اپنی اس قسم کی بے حیائیوں کو چھپانے کا کوئی خاص اہتمام بھی نہیں کیا کرتے۔ اگر ساری اسلامی دنیا یزید کی اس قسم کی بے حیائیوں سے اندھی بہری نہ ہوئی تھی تو کیا حضرت معاویہؓ کے اس استفسار و استشار عام پر بھی کسی نے ان کو اس کی یہ بے حیائیاں نہ بتائی ہوں گی؟ اور اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ یزید، بہنوں، بیٹیوں تک سے نکاح و صحبت اور کتے، چیتے، بندر بازیاں تک اس راز داری سے کرتا تھا کہ ساری اسلامی دنیا میں کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہونے دیتا تھا یا یہ کہ کسی میں حضرت معاویہؓ کو یہ کچھ بتانے کی جرات نہ تھی تو حضرت حسینؓ اور دیگر ان کے ہمنوا ان صحابہؓ و تابعین کو تو اس کی ان بے حیائیوں کی پوری پوری خبر تھی ہی، جنہوں نے اس کی ولیعہدی سے پہلے دن سے ہی اختلاف کیا تھا اور پھر مکہ و مدینہ میں جب حضرت معاویہؓ نے اس سلسلے میں ان سے گفتگو کی تھی اور انہوں نے ان کے سامنے بھی ان کی رائے سے اختلاف ہی کیا تھا تو ظاہر ہے کہ اول تو خود ہی ورنہ حضرت معاویہؓ کے پوچھنے پر تو ضرور ہی اپنے اختلاف کی وجہ میں یزید کی یہ بے حیائیاں انہوں نے بیان کی ہوں گی۔ لہذا حضرت معاویہؓ کو اس سے پہلے اگر یزید کی ان بے حیائیوں کا علم نہ تھا تو اب تو ضرور ہو گیا تھا یا ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنی رائے پر جو قائم رہے اور یزید کو ولیعہد بنا کے ہی دم لیا تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو حضرت معاویہؓ نے یزیدی بے حیائیوں سے متعلق ان حضرات کے بیان کو غلط قرار دیکر رد کر دیا ہو گا یا صحیح مان کر بھی اپنی رائے پر قائم رہے ہوں گے۔ اگر ان کے بیان کو رد کر دیا تھا تو "صاحب الدار ادریٰ بمافیہ" کے مطابق ان کا رد کرنا ہی زیادہ لائق قبول ہو گا اور اس کو صحیح مان کر بھی اپنے رائے پر قائم رہے تھے تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ "یزید نے یہ بے حیائیاں امیر معاویہؓ کی حیات میں کھلم کھلا نہ کی تھیں۔" کیونکہ کھلم کھلا بالفرض نہیں بھی کی تھیں تو ان کا علم تو کسی نہ کسی طرح سے ان کو ہو ہی گیا تھا اس کے باوجود بھی جب انہوں نے اس کو خلیفہ نامزد کر دیا تو ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ کو مسلمانوں پر مسلط کرنے والا گناہ کمانے کا الزام ان پر بدستور قائم رہا اور آپ کی اس خلاف عقل صفائی سے زائل نہ ہوا۔

اور خلاف نقل آپ کی یہ صفائی اس لئے ہے کہ جس تاریخ کا بقول آپ کے زندہ قومیں انکار نہیں کیا کرتیں اور جس کا انکار آپ کے نزدیک حدیث کے انکار کا پیش خیمہ ہے وہی تاریخ بتاتی ہے کہ صرف حضرت معاویہؓ ہی نہیں بلکہ ان کی رعایا تک بھی یزید کی ان بے حیائیوں سے واقف تھی۔ حتیٰ کہ بعض نے تو ولیعہدی کے موقع پر حضرت معاویہؓ کو اس کی ان بے حیائیوں کی طرف توجہ دلا کر ان کو اس اقدام سے باز رہنے کا اشارہ تک بھی کیا تھا۔ نیز

ج۔ امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ بھی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"قال الجمهور من الفقهاء والمتكلمين۔ الفاسق حال فسقه لايجوز عقدالامامة له الخ۔"

نیز فرماتے ہیں۔

"فثبت بدلالة الآية بطلان امامة الفاسق۔" (تفسیر کبیر ص۴۲/ج۲۔ جزو۴)

د۔ حافظ قرطبی رحمہ اللہ نے بھی اسی آیت کے تحت، شرائط امامت و خلافت بیان کرتے ہوئے گیارہویں شرط عدالت۔۔۔ بیان کی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ

"لاخلاف بين الامة انه لايجوزان تعقدالا مامة لفاسق۔" (تفسیر قرطبی ص۲۷۰/ج۱)

ہ۔ امام نووی رحمہ اللہ، قاضی عیاض رحمہ اللہ سے ناقل ہیں کہ

"ولاتنعقد لفاسق ابتداءً فلوطرد على الخليفة، فسق الخ" (نووی شرح مسلم ص۱۲۵/ج۲)

آپ نے یہاں بھی غلط مبحث کیا ہے کہ فاسق کی خلافت و بیعت، ابتداءً اور بقاءً کو یا تو گڈمڈ کر دیا ہے یا دونوں میں فرق نہیں کیا ہے۔ کسی شرعی مصلحت یا اثارت فتنہ سے بچنے کے لئے کسی فاسق کی بیعت و تولیت میں گناہ نہ ہونا فسق طاری میں ہے نہ کہ فسق اصلی و ابتدائی میں بھی۔ اور یہاں یزید کا فسق، طاری نہ تھا کہ تحت خلافت پر بیٹھتے وقت تو وہ عادل ہو اور بعد میں فاسق ہو گیا ہو۔ بلکہ اس کا فسق، ابتدائی و اصلی تھا۔ یعنی جب اس کو خلافت کیلئے نامزد کیا گیا تھا اس وقت سے ہی وہ فاسق و فاجر چلا آ رہا تھا۔ ورنہ اختلاف کرنے والے پہلے دن سے ہی اختلاف کیوں کرتے؟ آپ نے خود بھی تو لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ کے خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور ہی تھا، یہ تبھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ واقعہ کربلا سے پہلے ہی فاسق چلا آ رہا ہو۔ اہل مدینہ نے بھی اس کے کربلائی فسق و فجور کے حوالہ سے خروج نہ کیا تھا بلکہ ان کے خروج کی بنیاد بھی اس کے وہی فسوق و فجور تھے جو حسینی خروج کے تھے اور وہ اس کے تحت خلافت پر بیٹھنے سے پہلے کے ہی تھے۔ لہذا یہاں کسی شرعی مصلحت اور اثارت فتنہ والا ضابطہ لاگو نہیں ہوتا بلکہ کسی عادل و صالح اور جامع شرائط خلافت شخص کو خلیفہ بنانے والے فرض کفایہ والا ضابطہ لاگو ہوتا ہے۔ (ازالۃ الخفاء مترجم ص۷/ج۱) اور اس ضابطے میں یزید جیسے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کو خلیفہ بنانا اس کی بیعت کرنا بلکہ اوروں کو بھی اس کی دعوت دینا سب گناہ تھا اور ایسے سب صحابہؓ، ایک باطل خلافت کو قائم کر کے اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کرنے والے اور گنہگار ہی ٹھہرتے ہیں۔ آپ نے یزید کو جتنا اور جیسے فاسق و فاجر اور شرابی و زانی بنایا ہے اس کے بعد آپ ان صحابہؓ و تابعین کو اس گناہ کے الزام سے نہیں بچا سکتے۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ بقول آپ کے یزید جیسے فاسق کی بیعت و تولیت میں بھی کسی شرعی مصلحت کیلئے اصول اہلسنت کے موافق اگر کوئی گناہ نہ تھا۔۔۔ اور ہزاروں بے گناہ انسانوں کے قتل، حرم مدینہ و مکہ کی بے حرمتی اور ہزار دوشیزاؤں کی عصمت دری جیسے وہ نقصانات بھی ظاہر ہے کہ اس میں ہرگز نہ تھے جو خلع بیعت اور

خروج میں تھے تو پھر کوئی آپ سے بھی تو پوچھ سکتا ہے کہ خلع بیعت اور خروج کرنے والوں نے بھی یہی پرامن بے گناہ راستہ آخر کیوں اختیار نہ کرلیا، خلع بیعت اور خروج والے بے گناہ ہی سہی مگر اتنے عظیم نقصانات والے پرخطر راستہ کو ہی انہوں نے کیوں اختیار کیا؟ اگر وہ بھی یہی بے گناہ مگر پرامن راستہ اختیار کرلیتے تو نہ اتنا قتل و قتال اور خون خرابا ہوتا نہ حرم مکہ و مدینہ کی اسقدر بے حرمتی ہوتی اور نہ ایک ہزار دوشیزاؤں کی عزت یوں خاک میں ملتی۔ ایسی صورت میں اگر کوئی، مدینہ و مکہ کی عزت و حرمت کی اس پامالی، ہزاروں صحابہ و تابعین کے اس بے گناہ قتل و قتال اور ہزار دوشیزاؤں کی اس عصمت دری وغیرہ وغیرہ کی تمامتر ذمہ داری الٹا ان حضرات پر ہی ڈالنے لگے جنہوں نے بقول آپ کے شرعی مصلحت اور اثارت فتنہ سے بچنے والا بے گناہ مگر پرامن راستہ اختیار کرنے کی بجائے جان بوجھ کر اس شرعی مصلحت کے خلاف اور خوف فتنہ والا بے گناہ ہی سہی مگر پرخطر راستہ اختیار کیا۔ تو یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آپ اس کی اصلاح اتنی آسانی سے کرسکیں گے۔

۱۰۔ آپ نے حرہ میں ۷۰۰ مہاجرین اور انصار اور دس ہزار دیگر اہل مدینہ کا جانیں قربان کرنا لکھا ہے۔ (ص۹) لیکن اگر کوئی آپ سے ان سات سو میں سے صرف سات مہاجرین اور صرف سات ہی انصار کے نام پوچھ لے تو مجھے یقین نہیں کہ آپ صرف سات، سات نام بھی بتا سکیں۔ محمود احمد عباسی اور ان کے پیروکاروں نے یزید کو صالح و عادل وغیرہ ثابت کرنے کیلئے بڑا زور مارا تو ۵۰ھ سے لیکر ۱۰۸ھ تک ساری اسلامی مملکت میں پھیلے ہوئے صرف تین پونے تین سو صحابہ نکال سکے۔ آپ صرف حرہ میں شہید ہونے والے سات سو اور وہ بھی عام نہیں بلکہ خالص مہاجرین و انصار بتا رہے ہیں؟ چلئے آپ واقعہ حرہ والے سال یعنی ۶۳ھ میں ساری اسلامی مملکت میں سے صرف مہاجرین و انصار نہیں بلکہ علی العموم چھوٹے بڑے سب صحابہ ہی سات سو پورے کردیں۔ یزید کے حق میں ذرا سی بھی کوئی بات کرے تو آپ سندیں اور ثبوت مانگنے لگ جاتے ہیں۔ اس پر اتنے بڑے بڑے الزامات لگانے کیلئے بھی کوئی سند اور دلیل و ثبوت ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے اور یقیناً ضروری ہے تو بسم اللہ یزید کی شراب نوشیوں، امہات الاولاد حتیٰ کہ بیٹیوں، بہنوں تک سے زنا کاریوں، نمازوں کی بربادیوں اور باجوں طبلوں کیساتھ گانے والیوں کے جھرمٹ میں رہنے جیسی اس کی رنگ رلیوں کی کوئی قابل اعتماد سند اور کوئی ایسا ثبوت پیش کریں جو الزام و ثبوت کے شرعی ضابطوں میں قابل قبول ٹھہرتا ہو۔ اور ان سات سو مہاجرین و انصار کا کوئی اتا پتا بھی کسی قابل اعتماد سند سے بتائیں۔

۱۱۔ مولانا محمد امین صاحب نے حضرت محمد بن الحنفیہ کی شہادت پیش کی تھی آپ نے جواباً فرمایا کہ

"صحابہ کرام کے اجماع کے مقابلہ میں اس کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔"

"یہ قول ان سے کسی قابل اعتماد سند سے ثابت ہی نہیں۔"

آگے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ اور اہل مدینہ کے تحقیقاتی کمیشن (جس کے سربراہ حضرت عبداللہؓ بن حنظلہؓ اور حضرت عبداللہ بن مطیعؓ تھے) کے حوالہ سے یزید کی وہی شراب نوشیاں، بندر بازیاں، رنڈی بازیاں اور نمازوں کی بربادیاں وغیرہ وغیرہ ذکر کرکے آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ

"مولانا ان سب صحابہ و تابعین کے مقابلہ میں آپ ایک محمد بن الحنفیہ کی بات جو بے سند ہے پیش کرتے

ہیں، جسکی بات کو تمام اہل مدینہ نے رد کر دیا وہ آپ کو پسند آ گئی۔" (جوابی مضمون ص ۷/۸)

فسق یزید پر صحابہؓ کے اجماع کا آپ کا دعویٰ بالکل خلاف واقعہ ہے، کیا جنہوں نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا تھا۔ وہ صحابہؓ نہ تھے، کیا انہوں نے زانی، شرابی اور لچے لفنگے کو خلیفہ بنا دیا تھا؟ اس وقت اگر وہ ایسا نہ تھا تو پھر وہ ایسا کب بنا تھا؟ اس کا کوئی اتا پتا بھی تو بتانا چاہیئے؟ پھر جن حضرات نے حضرت حسینؓ اور اہل مدینہ کو خلع بیعت اور خروج سے منع کیا تھا، کیا وہ صحابہؓ و تابعین نہ تھے؟ یہ کہنا کہ وہ بھی جانتے مانتے اس کو فاسق و فاجر ہی تھے، صرف اثارت فتنہ سے بچنے بچانے کیلئے انہوں نے منع کیا تھا، محض بلا دلیل ہے، اگر اس کے فسق پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہوتا تو بعد کے اہل سنت اس میں مختلف نہ ہوتے، یہ کہنا کہ وہ، یزید کا نام لیکر اس پر لعنت کرنے نہ کرنے میں مختلف ہوئے تھے، اس کے فاسق ہونے نہ ہونے میں مختلف نہ ہوئے تھے، یہ بھی محض تحکم ہے۔ نام لیکر لعنت کے جواز و عدم جواز کا اختلاف تو ہے ہی صرف انہیں حضرات کے درمیان جو اس سے فاسقانہ و فاجرانہ افعال کا صدور ثابت مان کر اس کو فاسق و فاجر مانتے ہیں۔ رہے وہ حضرات، جن کے نزدیک اس سے فاسقانہ و فاجرانہ افعال کا صدور ثابت ہی نہیں وہ تو اس کو فاسق و فاجر ہی نہیں مانتے، نام لیکر ہو یا بغیر نام لئے، لعنت کے جواز کے قائل وہ کہاں ہوں گے؟ بلکہ ان کے ہاں تو لعنت کا جواز و عدم جواز سرے سے زیر بحث ہی نہیں خواہ بنام ہو یا بلانام۔ چنانچہ اکابر علماء دیوبند (رحمہم اللہ) اور خود مفتیان جامعہ خیر المدارس کی تصریحات گزر چکی ہیں۔ ایک تصریح حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"امام ترک سبہ و لعنتہ فبناء علی انہ لم یثبت فسقہ الذی یقتضی لعنہ او بناء علی ان الفاسق المعین لایلعن بخصوصہ اما تحریماً واماتنزیہاً۔" (فتاویٰ ابن تیمیہ۔ ص۴۸۲/ ج۸ طبع جدید)

یزید کے فسق و فجور پر آپ کے دعوے کے مطابق اگر صحابہؓ کا اجماع مان لیا جائے تو پھر اس کے بعد یہ بھی ماننا پڑیگا کہ صحابہؓ نے جانتے مانتے ہوئے بھی ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ کو خلیفہ بنا کر یا مان کر خود اپنے ہاتھوں خلافت عادلہ کی جگہ خلافت باطلہ قائم کر کے گناہ کمایا تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خلافت باطلہ کی جگہ خلافت عادلہ کے قیام کی حسینی کوششوں میں حضرت حسینؓ کا ساتھ دینے یا کم از کم ان کا حوصلہ ہی بڑھانے کی بجائے الٹا ان کو بھی اس سے نہ صرف منع کیا تھا بلکہ یزید جیسے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کی ہی اطاعت قبول کر کے خلافت باطلہ پر ہی قناعت کر لینے کی انکو دعوت دی تھی۔ نیز یہ کہ وہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ وعیدیں، خلافت باطلہ (اہل سنت کے نزدیک فاسق کی خلافت منعقد نہیں ہوتی۔ یزید فاسق تھا تو اس کی خلافت منعقد ہی نہ ہوئی تھی۔ جب صحابہ اسی کو قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے تو لازم آیا کہ وہ خلافت باطلہ غیر منعقدہ کو قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے) غیر منعقدہ کو قبول نہ کرنے اور زانی و شرابی متغلب کی اطاعت نہ کرنے پر سناتے رہے۔

ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے بارے میں ایسا کوئی دشمن صحابہؓ ہی سوچ سکتا ہے کوئی صحیح العقیدہ سنی مسلمان ایسا ہرگز نہیں سوچ سکتا۔ لہذا یہ کہے اور مانے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ یزید کے فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ

ہونے پر صحابہؓ کا اجماع ہر گز نہ تھا بلکہ اس سے متعلق ان میں اختلاف تھا۔ اور ثبوت اس پر شراب نوشیوں، زنا کاریوں اور کتے، چیتے، بندر بازیوں نیز رندمی بازیوں کا الزام لگانے والوں پر ہے۔ انکار کرنے والوں پر نہیں۔

رہی بات اس قول کے بے سند ہونے کی؟ تو یہ بات آپ کی بجا ہے۔ لیکن آپ نے شراب نوشیوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں تک سے زنا کاریوں اور بندر بازیوں، رندمی بازیوں کے جو شرمناک الزامات اس پر لگائے ہیں اور بار بار ان کو دھرایا ہے ان کی بھی تو قابل اعتماد سند کوئی ماں کا لال پیش کرے۔ یہ الزامات بھی تو کسی قابل اعتماد سند سے ثابت نہیں۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہم) کی شان سے بہت ہی فروتر ہونے کی وجہ سے وہ بھی ان پر بہتان ہی بنتے ہیں۔ حالانکہ الزامات کیلئے تو قوی اور قطعی ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ براءت کیلئے شک اور احتمال بھی کافی ہو جاتا ہے۔ تاریخ میں جب محمد بن الحنفیہ کا یہ قول مذکور ہے تو کم از کم احتمال تو اس کا ہے ہی کہ وہ ان کا ہی قول ہو۔ لہذا یزید کی براءت کیلئے کافی ہو گا۔ بخلاف آپ کے الزامات کے کہ ان کے ثبوت میں جبتک ایک رائی جتنا احتمال بھی رہیگا اسوقت تک وہ ثابت نہ ہوں گے۔ لہذا محمد بن الحنفیہ کے قول کی قابل اعتماد سند کی بات کرنے کی بجائے آپ کو ان الزامات کی قابل اعتماد سند کی فکر کرنی چاہئیے جو آپ نے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن حنظلہؓ یا ابن کثیر اور الصواعق وغیرہ کے حوالہ سے یزید پر لگائے ہیں۔

آپ کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے کہ "محمد بن الحنفیہ کی بات کو تمام اہل مدینہ نے رد کر دیا تھا۔" اول تو اس لئے کہ نہ تمام اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا۔ (چنانچہ آل عمرؓ، آل علیؓ، آل عباسؓ، آل جعفرؓ، اس میں شریک نہ تھے۔ اسی طرح انصار کا سب سے بڑا قبیلہ ---- بنو عبدالاشہلی ---- بھی اس میں شریک نہ تھا۔ مدینہ کے بڑے بڑے ذی اثر گھرانے بھی اس خروج سے بیزار تھے، خود شہر والوں کی مدد سے ہی شہر پر یزیدی فوج کا قبضہ ہوا تھا۔ مدینہ میں رہائش پذیر تمام بنوامیہ بھی اس خروج سے الگ تھلگ تھے) اور نہ تمام اہل مدینہ نے یزید پر شراب نوشی و زنا کاری اور ترک صلوۃ وغیرہ کے الزام ہی لگائے تھے اور نہ محمد بن الحنفیہ کی بات چیت ہی تمام اہل مدینہ سے ہو رہی تھی بلکہ ان کی گفتگو تو صرف عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتھیوں سے ہو رہی تھی۔ یہ چند افراد اپنی ساری جماعت سمیت بھی "تمام اہل مدینہ"، ہر گز نہ تھے۔

دوم ان چند افراد نے بھی محمد الحنفیہ کی بات رد نہ کی تھی بلکہ ان کے اس سوال پر کہ "تم نے اس کو یہ کچھ کرتے دیکھا ہے"؟ اقرار کیا تھا کہ "ہم نے اگرچہ خود دیکھا نہیں لیکن ہمارے نزدیک ہے یہ حق" ---- انہ عندنا لحق وان لم یکن رأینا ---- پھر محمد بن الحنفیہ نے ان پر قرآن سے اتمام حجت کیا تو وہ لاجواب ہو گئے۔ نیز انہوں نے ان کے "مارئیت الخ" والے مشاہدے کو بھی رد نہیں کیا بلکہ اس کو تسلیم کر کے یہ کہا کہ "اس نے یہ سب آپکو دکھانے کیلئے کیا تھا۔" ---- فان ذالک کان منہ تصنعا لک ---- اس کا بھی جو جواب محمد بن الحنفیہ نے دیا اس کو وہ رد نہیں کر سکے۔ الغرض ہر طرح سے وہ لاجواب ہوئے تھے۔ اس کو یہ کہنا کہ "تمام اہل مدینہ نے ان کی بات کو رد کر دیا تھا۔" حد درجہ تعجب خیز اور مضحکہ انگیز ہے۔

اسی طرح آپ کا محمد بن الحنفیہ کی بات کو تمام صحابہؓ و تابعین کے مقابلہ میں کہنا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ

تمام صحابہؓ وتابعین بھی اس خروج میں اہل مدینہ کیساتھ شریک نہ تھے اور نہ تمام صحابہ وتابعین کا یزید کو فاسق وفاجر اور زانی وشرابی کہنا، ماننا ہی کسی قابل اعتماد سند سے ثابت ہے۔ قسم اول کے صحابی تو شاید صرف ایک حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما ہی تھے۔ قسم دوم یعنی عہد نبوی میں صرف پیدا ہونے کی وجہ سے صحابی کہلانے والے بھی دس بارہ سے زیادہ نہ تھے۔ پھر ان میں سے بھی اکثر کے بارے میں صرف "قتل یوم الحرۃ" کی تصریح ملتی ہے یہ تصریح نہیں ملتی کہ وہ باقاعدہ اہل خروج کے ساتھ شریک ہو کر یزیدی فوج سے مقابلہ میں قتل ہوئے یا ہڑبونگ میں، بہرحال ان سب کو صحابی بھی مان لیا جائے اور خروج میں باقاعدہ شریک بھی تو تب بھی یہ "تمام صحابہؓ وتابعین" نہیں بنتے بلکہ صرف چند بنتے ہیں۔ جبکہ اس خروج میں شریک نہ ہونے والے، بلکہ اوروں کو بھی سختی کیساتھ منع کرنے والے نیز خود بھی یزید کی اطاعت ولزوم جماعت پر قائم رہنے والے اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرنے والے صحابہؓ وتابعین ان سے تعداد میں بھی کہیں زیادہ تھے اور مرتبے میں بھی ان سے کہیں بڑھ کر تھے۔

پھر آپ کی یہ تعریض بھی بالکل بے معنی ہے کہ "جسکی بات کو تمام اہل مدینہ نے رد کر دیا وہ آپ کو پسند آ گئی"۔ اس لئے کہ اول تو اہل مدینہ محمد بن الحنفیہ کی بات کو رد نہ کر سکے تھے بلکہ دلیل کے اعتبار سے خود ان کی بات رد ہو گئی تھی، کمامر آنفا، دوم اگر یہی فرض کر لیا جائے کہ انہوں نے انکی بات رد ہی کر دی تھی تو تب بھی اس کا پسند آجانا بالکل ہی بے بنیاد نہیں بلکہ اس کی ایک معقول وجہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ یہاں تقابل صرف تمام اہل مدینہ اور محمد بن الحنفیہ کا ہی نہیں تھا بلکہ دید وشنید کا تقابل بھی تھا۔ محمد بن الحنفیہ اپنا مشاہدہ بیان کر رہے تھے اور اہل مدینہ محض سنی سنائی اور خالص افواہی بات کو آگے چلتا کر رہے تھے۔ اور دید وشنید میں دید کو ہی پسند کرنا یا اس کا پسند آنا نہ صرف یہ کہ قرین عقل وقیاس ہے بلکہ تعلیم نبوی بھی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد (حضرت ماریہؓ) کا واقعہ مذکور ہے کہ بعض منافقین نے ان کو ان کے چچازاد بھائی (حضرت مابورؓ) سے متہم کر دیا اور یہ خبر اس انداز سے پھیلی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا یقین آ گیا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مابورؓ کو جا کر قتل کر دو۔ حضرت علیؓ گئے اور اس کو پکڑ کے جو اپنی طرف کھینچا تو اس کشمکش میں اس کا ستر کھل گیا، حضرت علیؓ نے دیکھا تو پیدائشی طور پر اس کا عضو مخصوص ہی نہ تھا۔ حضرت علیؓ اس کو قتل کئے بغیر واپس آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری بات آ کر بتلادی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"الشاهد يرى مالايرى الغائب"۔

یعنی حاضر وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔

(صحیح مسلم ص ۳۶۸ ج ۲ والبدایۃ ص ۳۰۴ ج ۵)

دیکھ لیجئے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شنید پر حضرت علیؓ کی دید کو پسند فرما رہے ہیں وہاں تو شنید بھی چند اہل مدینہ کی تھی ان کے مقابلہ میں محمد بن الحنفیہ کی دید اگر مولانا محمد امین صاحب کو پسند آ گئی تو اس پر تعریض کے کیا معنی؟

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض دفعہ ایک آدمی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایک امر غیر واقع کو امر واقع یقین کر سکتا ہے، اور یہ نبوت کے بھی منافی نہیں چہ جائیکہ صحابیت وتابعیت کے؟ لہٰذا اہل مدینہ جب خود اقرار کر

رہتے ہیں کہ انہوں نے بذات خود یزید کو یہ کام کرتے نہیں دیکھا تو یہ محض ان کی شنید ہوئی اور شنید و دید میں تعارض کے وقت دید کا قابل پسندیدگی ہونا بنص حدیث ثابت ہے۔ لہذا مولانا امین صاحب نے محمد بن الحنفیہ کی دید کو اہل مدینہ کی شنید کے مقابلہ میں پسند کیا ہے تو بالکل صحیح کیا ہے۔ اس پر آپ کی تعریض بالکل غلط ہے۔ بلکہ اگر اس کو حدیث مذکورہ کے خلاف بھی کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہو۔

۱۲۔ آپ نے ایک درجن کے قریب اکابر علماء اہلسنت کا یزید کو فاسق و پلید وغیرہ کہنا بھی نقل کیا ہے۔۔۔۔ بالکل بجا! لیکن آپ تو محمد بن الحنفیہ جیسی عظیم تابعی شخصیت کو صحابہ کے مقابلہ میں بے حیثیت قرار دے آئے اور صحابہ کے مقابلہ میں ان کی بات بڑی سختی سے رد کر آئے ہیں۔ یزید کو خلیفہ بھی تو صحابہ نے ہی بنایا مانا تھا۔ اس کی بیعت کرنے اور اس پر قائم رہنے والوں میں بھی تو صحابہ تھے، اس کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف خروج کرنے والوں کو سختی سے منع کرنے والے بھی تو صحابہ و تابعین ہی تھے، اور ادھر یہ اکابر اپنی جگہ کتنے ہی عظیم سہی پر سب مل کر بھی اکیلے محمد بن الحنفیہ جتنے عظیم تو ہرگز نہ تھے۔ جب ان کی بات حضرت عبداللہ بن حنظلہ (رضی اللہ عنہما) جیسے صغار صحابہ کے مقابلہ میں آپ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی تو ان سے نچلے درجے کے ان اکابر کی اس بات کو بھی کوئی آپ ہی کے اصول کے مطابق حضرت معاویہ، حضرت مغیرہ، حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) جیسے اکابر صحابہؓ کے قول و عمل کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ بے حیثیت کیوں نہیں کہہ سکتا؟ اگر محمد بن حنفیہ کی بات اس لئے بے حیثیت ہے کہ وہ بے سند ہے تو یزید کو شراب پیتے، زنا کرتے ان اکابر نے بھی نہ خود دیکھا ہے اور نہ کسی دیکھنے والے تک ان کی بھی کوئی سند ہی متصل ہے۔ ان کی یہ بات بھی محض بے سند افواہوں پر ہی مبنی ہے سند و ندان کی اس بات کی بھی کوئی نہیں ہے۔ الغرض جیسے آپ نے محمد بن الحنفیہ جیسی عظیم تابعی شخصیت کی بات کو صحابہ کے مقابلہ میں بے حیثیت و بے سند کہہ کر رد کر دیا ہے ایسے ہی کوئی آپ کا مدمقابل ان اکابر کی اس رائے کو بھی ان کی تمامتر عظمت کے باوجود صحابہؓ کے مقابلہ میں اول تو اس سے کہیں بڑھ کر ورنہ کم از کم اسی حد تک تو ضرور ہی بے حیثیت و بے سند کہکر رد کر سکتا ہے۔

یہ سب آپ کے ضابطے قاعدے کے مطابق ہے ورنہ حقیقت کے اعتبار سے اکابر کی اس بات کو بھی رد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر کوئی شخص ان اکابر کی اتباع میں یزید کو فاسق اور پلید ہی کہنا چاہتا ہے تو جیسے انہوں نے کہا ہے ویسے بڑی خوشی سے کہے لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ اور مولانا محمد امین صاحب اور کرئی کو کیا نقصان؟ کیونکہ جن اکابر نے اسکو فاسق و پلید وغیرہ کہا لکھا ہے انہوں نے ہی اس سے ملعونا نہ وفاسقانہ افعال کا صدور ثابت نہ ماننے کو بھی حق، صحیح اور موافق اصول کہا اور لکھا ہے، اس طرف بھی نصوص سے دلائل کا بکثرت موجود ہونا بتایا ہے۔ اس اعتبار سے ان اکابر کا مسلک یزید کو صرف فاسق و پلید وغیرہ کہنا ماننا ہی نہ ہوا بلکہ اس کو یہ کچھ نہ کہنا نہ ماننا بھی ہوا۔ لہذا اگر کوئی شخص اس کو فاسق اور پلید وغیرہ کہنا ماننا نہ چاہے تو جیسا کہ میں شروع میں عرض کر آیا ہوں، غلط اور اکابر کے مسلک کے خلاف اس کو بھی نہیں کہا جا سکتا اور نہ ایسے شخص کے خلاف اکابر کی یہ عبارتیں حجت کے طور پر پیش ہی کی جا سکتی ہیں کیونکہ وہ بھی اکابر کا کیا ہوا ہی کہہ اور مان رہا ہے۔